حکیم اللہ خان

سوال نمبر 2

عقیدہ آخرت اور اسکے انفرادی و اجتماعی معاشرتی اثرات:

تعارف:

مولانا مودودیؒ اپنی کتاب "اسلامی تہذیب اور اسکے اصول و مبادی" میں اسلامی تہذیب کے بنیادی عنصر عقیدہ آخرت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:

"عقیدہ آخرت نہ صرف انسان کو انفرادی طور پر مضبوط و توانا بناتا ہے بلکہ یہ معاشرتی طور پر بھی ایک اتحاد و یگانگت اور انصاف و مساوات والا ماحول فراہم کرتا ہے۔"

مولانا مودودیؒ مزید لکھتے ہیں کہ عقیدہ آخرت انسان کو عالم اصغر سے عالم اکبر کی رسائی دیتا ہے اور دنیاوی غلامیوں سے آزاد کرواتا ہے لہٰذا اگر عقیدہ آخرت کے انفرادی و اجتماعی اثرات پر باریک بینی سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ آخرت پر یقین رکھنے سے انسان کے دل سے خوف دور ہوتا ہے، ہمیں ایک مثبت رویہ جنم لیتا ہے، ایمان کامل کی طرف سفر گامزن ہوتا ہے، مزید عقیدہ آخرت جہاں لا الٰہ الا اللہ کی پختگی کا ذریعہ بنتا ہے وہیں یہ معاشرتی طور پر بھی انسانوں کو اتحاد و یگانگت کی لڑی میں پرونے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جمہوری اقدار کا پرچار جیسا ایک طرف کہ عقیدہ آخرت معاشرے میں اخوت و بھائی چارہ اور عدل و انصاف کو فروغ دینے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

عقیدہ آخرت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لغوی مفہوم:

لغوی معنی میں عقیدہ آخرت سے مراد ہے یوم آخرت یعنی آخری دن جس دن حساب ہو گا اور سب کے اعمال سب کے سامنے رکھے جائیں گے مراد لیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اسکو کہیں یوم الفصل کہا گیا ہے تو کہیں مالک یوم الدین سے کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی مفہوم میں دین آخرت سے مراد انسان کا روز قیامت پر من و عن ایمان لانے کا نام ہے اس بات کو مان لینا کہ یہ روز آخرت سب کچھ اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا اور کچھ بھی چھپا نہیں رہے گا چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور چھوٹی سے چھوٹی برائی عمل ہو یا نیت ہو انسان نے اس دنیا میں کی ہوگی اسکا سامنے لا کھول کر دی جائے گی جیسے قرآن پاک ہم ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

ترجمہ:

"اور اس دن ذرہ برابر نیکی بھی نہیں چھپائی جائے گی اور اس دن ذرہ برابر برائی بھی نہیں چھپائی جائے گی۔"

(الزلزال)

اس بات پر ایمان رکھنا اصل میں عقیدہ آخرت ہے۔

—/—/202

عقیدہ آخرت کے انفرادی اثرات

عقیدہ آخرت دوسرے ارکان کی طرح انسان زندگی پر گہرے انفرادی اثرات مرتب کرتا ہے۔

کاملیت ایمان کا لازمی جزو:

انفرادی طور پر جو عقیدہ آخرت پر ایمان رکھنے کا سب سے پہلا فائدہ ایک انسان کو پہنچتا ہے وہ ایمان کا مکمل ہونا ہے کیونکہ عقیدہ آخرت دین اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات میں سے ہے لہذا اس پر ایمان لائے بغیر ایمان کی تکمیل ناممکن ہے۔ لہذا جب انسان عقیدہ آخرت پر ایمان لاتا ہے تو سب سے پہلا اسکا ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

عالم اصغر سے عالم اکبر تک کی رسائی:

عقیدہ آخرت انسان کو اس دنیاوی زندگی سے آگے آخرت کی فکر کرنے پر راغب کرتا ہے جب انسان کو یقین ہو کہ وہ اللہ کے حضور پیش ہو گا تو وہ آخرت کی حرمت "یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے" کو سامنے رکھتے ہوئے آخرت کے لئے تگ و دو کرتا ہے اور اللہ کی قربت پا لیتا ہے۔

لا الہ الا اللہ کی پختگی:

عقیدہ آخرت انسان میں اللہ رب العزت کے ایک ہونے کے یقین کو مزید تقویت بخشتا ہے اور انسان کو بے خوف و نڈر کر دیتا ہے۔ انسان کو صرف اپنے رب سے ڈر لگتا ہے انسان جانتا ہے کہ اسکا ہر عمل اللہ کے لئے ہے اور اگر اس وہیں ڈرے گا انسان مالک یوم الدین پر یقین رکھتا ہے تو سے افعال کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے

فحاشی و بے حیائی سے اجتناب بسبب خوف الہی:

مزید عقیدہ آخرت انسان کو

فحاشی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتا ہے کیونکہ انسان اللہ کے فرمان [illegible] "ہر نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا" پر یقین رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے اعمال کو بڑی احتیاط سے برتتا ہے۔

مثبت رویہ سازی کا پروان چڑھنا (Optimism):

عقیدہ آخرت انسان کی کردار سازی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انسان اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ اس دن صرف انصاف ہوگا لہٰذا وہ اپنے معاملات میں احتیاط برتتا ہے اور مثبت رویے کے ساتھ وقتی مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے آخرت کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

کامیابی کی کنجی:

عقیدہ آخرت کو نبی مکرم ﷺ نے آخرت میں کامیابی کی کنجی قرار دیا ہے ایسا ہونا بجا ہے کیونکہ جب انسان اللہ کریم کے بتائے کردہ اصول و قوانین کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیتا ہے تو یقیناً اللہ بھی کامیابی دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔

اجتماعی اثرات

عقیدہ آخرت اجتماعی زندگی پر بھی گہرے اثرات ڈالتا ہے جن میں اہم درج ذیل ہیں:

حقوق العباد پر مبنی معاشرے کی تشکیل:

عقیدہ آخرت ایک ایسے معاشرے کی تشکیل دیتا ہے جو حقوق العباد پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ جب ہر انسان اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ آخرت میں وہ اللہ کے حضور اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہوگا تو پھر وہ اللہ کی حدود کو پامال کرنے کی بجائے کام کرنے پر زور دیتا ہے یوں انفرادیت سے اجتماعیت تک جا پہنچتا ہے اور معاشرہ حقوق العباد کی اعلیٰ شکل کو تشکیل دیتا ہے۔

عالمگیر اتحاد و یگانگت کی شیرازہ بندی:

مولانا مودودیؒ اپنی کتاب میں عقیدہ آخرت کا ایک فائدہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ عالمگیر اتحاد و یگانگت کا ضامن ہے ایک ماننے والے ایک دوسرے کے ساتھی بن جاتے ہیں نہ کہ دشمن بن کر کام کرتے ہیں۔

عدل اجتماعی کا نشوونما پانا:

عقیدہ آخرت معاشرے میں عدل اجتماعی کو فروغ دینے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے جب انسان یہ جان جاتا ہے کہ وہ روز قیامت اللہ کے روبرو کھڑے ہونگے جس کو قرآن یوں کہتا ہے:

"اور اس دن سب رحمٰن کے سامنے گردنیں جھکائے کھڑے ہونگے"

لہذا ایسے ڈر سے انسان کسی کی حق تلفی سے بچتا ہے اور انصاف کو فروغ دیتا ہے۔

جمہوری اقدار کا پروان چڑھنا:

عقیدہ آخرت کا ایک اور معاشرتی زندگی پر اثر یہ ہے کہ یہ جمہوری اقدار کو تقویت بخشتا ہے جب انسان یہ بات کو تسلیم کرتا ہے کہ روز آخرت میں ایک رب کے سامنے کھڑے ہونگے تو انسان مثبت افعال کی کوشش کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے۔

اخوت و بھائی چارہ کا اجاگر ہونا:

عقیدہ آخرت اخوت و بھائی چارے کی فضا کو بھی فروغ دینے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

____/____/202   Day: ________

تنقیدی جائزہ :

اگر غور کیا جائے تو آج مسلمانوں کی پستی و بدحالی اور اتحاد و یگانگت کے فقدان کی سب سے بڑی وجہ آج ان میں عقیدہ آخرت پر دل سے ایمان کا نہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ مسلمان آخرت پر یقین رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود بھی آج وہ فرقہ واریت، ذخیرہ اندوزی، جھوٹ، فریب، لالچ، دھوکا جیسے سنگین جرائم کے مرتکب نظر آتے ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ آج مسلمان عقیدہ آخرت پر اس طرح سے ایمان رکھنے سے قاصر ہیں جو کہ اصل میں اس کا حق ہے۔ مختصر یہ کہ آج مسلمانوں کی بدحالی کی ایک بڑی وجہ عقیدہ آخرت پر صحیح معنوں میں ایمان نہ رکھنا ہے۔

حاصل کلام :

اوپر والی کی گئی بحث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ دینِ اسلام میں عقیدہ آخرت ایک بنیادی پوزیشن کا حامل ہے جس کی سب سے بڑی وجہ اس کی افادیت ہے۔ عقیدہ آخرت نہ صرف انسان کو خوف کی بیڑیوں سے باہر نکالتا ہے بلکہ انسان کو دنیاوی زنجیروں سے بھی آزادی فراہم کرتا ہے۔ یہ انسان کو خود احتسابی اور احساسِ ذمہ داری جیسی اعلیٰ خصوصیات سے مالا مال کرتا ہے یہاں تک کہ یہ معاشرے میں امن و سکون اور عدلِ اجتماعی کو فروغ دینے میں بھی ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ عقیدہ آخرت انسان پر نہ صرف انفرادی اثرات مرتب کرتا ہے بلکہ یہ معاشرے پر بھی اجتماعی اثرات مرتب کر کے ایک پُرامن اور اخوت و مساوات پر مبنی معاشرے کی تشکیل و انسانی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

Day:

__ / __ /202

سوال نمبر 6

اسلامی تصورات و اصول برائے گڈ گورننس، اور موجودہ دور میں انکی افادیت

تعارف:

Encylopedia of Britannica حضرت عمرؓ کے قول "تم میں سے مضبوط ترین لوگ میری نظر میں کمزور ترین ہیں اور میں ان سے کمزوروں کو انصاف دلا کر رہوں گا" کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

"No one has defined the concept of good governance the way the caliph Umar elaborated."

یقیناً یہ الفاظ اسلامی تعلیمات برائے گڈ گورننس کا ہی نتیجہ ہے آج مغرب جن اصولوں کا پرچار کرتے تھکتا نہیں ہے اگر نظر دوہرائی جائے تو تاریخ اس بات کو واضح کرتی ہے کہ یہ اصول وضع کرنے میں جو بات آج منسوب کر رہا ہے دین اسلام نے آج سے ماضی چودہ سو سال پہلے ہی متعارف کروا دیئے تھے۔ نہ صرف متعارف کروائے بلکہ ان کا عملی نمونہ بھی پیش کیا خواہ وہ قانون کی بالادستی ہو یا بلا امتیاز احتساب یا پھر شفافیت و بددیانتی پر مبنی اسلامی تعلیمات ہو دین اسلام کے پیروکار نے اسکا عملی نمونہ پیش کیا ہے دین اسلام میں بغیر رنگ و نسل اور بلا امتیاز عدل و انصاف کو فروغ دینا ہمیشہ اسکا اہم ترجیح رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ ریاستیں اسلام کے وضع کردہ اصول و قوانین سے افادیت حاصل کر سکتی ہے اور گڈ گورننس کے پرنسپلز کو فروغ دے سکتی ہے۔

گڈ گورننس کیا ہے؟

گڈ گورننس بیسویں صدی کے آخر میں متعارف کروایا جانے والا تصور ہے جسکو بنیادی طور پر بین الاقوامی آرگنائزیشنز جیسے کہ ورلڈ بینک، آئی ایم ایف، یو این ڈی پی اور یونائیٹڈ نیشنز نے تشریح کی ہے۔ اسکی تعریف ایک مشہور فلاسفر Mark Bevir نے اپنی کتاب Encyclopedia of Governance میں یوں کی ہے -

"Good governance is the idea that aims at effective, efficient, optimal ~~consum~~ management of resources and maximization of outputs."

اسلامی تعلیمات میں گڈ گورننس اور موجودہ ریاست کے لئے افادیت :

اسلامی تعلیمات میں اگرچہ گڈ گورننس کا [illegible] لفظ استعمال نہ ہوا ہو لیکن اسکے بنیادی اصولوں کو نہ صرف متعارف کروایا گیا ہے بلکہ عملی طور پر بھی پیش کیا گیا۔

قانون کی بالادستی (Rule of law) :

اسلامی تعلیمات میں قانون کی بالادستی کو اولین ترجیحات میں سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ گڈ گورننس کے بنیادی ~~اصول~~ اصولوں میں سے ایک اہم اصول ہے۔ اسلام میں نہ صرف اس پر زور دیا گیا بلکہ اسکا ~~عملی~~ عملی نمونہ بھی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے چوری والے

___/___/202 Day:______

معاملات میں ضرار کی قسم میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کو سزا دیتا۔" کیا اس بات کی دلیل ہے کہ قانون کی بالادستی اسلام کی اولین ترجیح ہے نہ کہ موجودہ ریاست کو بھی قانونِ اسلام سے آگاہی ہونا چاہیے۔

بلا امتیاز احتساب:

موجودہ ریاست کے لئے دینِ اسلام کے گڈ گورننس کے تصور میں بلا امتیاز احتساب بھی ایک خاص اہمیت کا حامل رکھتا ہے۔ آج بھی اگر ریاست مدینہ کے ماڈل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے معاملات میں بلا امتیاز احتساب کو فروغ دے سکتی ہے۔ حضرت علیؓ کا دورِ خلافت بھی اسی بلا امتیاز احتساب کی وجہ کو تقویت بخشتا ہے۔ اور ریاست ان کی مثالیں مبارکہ سے بھی قانونِ احتساب کو باور کروا سکتی ہے۔

~~اداروں~~

اداروں کا بروقت موثر رویہ (Effectiveness and Efficiency):

آج موجودہ ریاست میں دیکھا جائے تو ادارے خستہ حالی کا شکار نظر آتے ہیں۔ بروقت اور موثر رویہ کا اداروں میں فقدان دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے دینِ اسلام کے وضع کردہ اصولوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ آج کا پارلیمنٹ میں چکر لگانا اور منڈی میں نرخوں کو دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آج اداروں کی effectiveness کے لئے واضح تعلیمات مجبور کر گئے ہیں۔

شفافیت: اسلامی گڈ گورننس کا ایک اہم اصول:

دینِ اسلام میں شفافیت ایک اہم ترین عنصر رہا ہے۔ آج پاکستان کی عوام اس جیسی چیز سے محروم نظر آتے ہیں۔ علیؓ کا مالک الاشتر کو خط اس بات کی واضح دلیل ہے کہ meritocracy دینِ اسلام کا انتہائی اہم عنصر رہا ہے۔ آج موجودہ ریاستیں ان اصولوں سے مکمل طور پر خالی ہیں۔ اگر آج بھی ان تعلیمات کو دوبارہ سے اجاگر کیا جائے تو گڈ گورننس کا حصول کوئی بڑا کام نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات میں Strategic Vision کا تصور — نصب العین:

دینِ اسلام میں Strategic vision کو خاص ترجیح دی گئی ہے۔ قرآن کریم اس کی تصدیق ان الفاظ میں کرتا ہے:

"اور جب ان کو اقتدار ملتا ہے تو وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں..."

آج بھی ریاست اگر ان قوانین کو سامنے رکھے تو وہ معاملات میں سدھار لا سکتی ہے۔

ریاستی معاملات میں عوام کی شمولیت کا نظریہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں

دینِ اسلام نے گڈ گورننس کے ہر ایک پہلو کو مدِنظر رکھا ہے۔ وہ عوام کی

انگیجمنٹ کا ہے حضرت عمرؓ لوگوں کی رائے کو ضروری سمجھتے تھے آج ریاستیں اس کو ترک کر گئی ہیں ماڈل سے مختلف ہو جاتی ہیں۔

اسلامی گڈ گورننس تصور برائے ریگولیشن:

دین اسلام میں ریگولیشن کو ایک اہم مقام حاصل ہے حضرت عمرؓ کا آدمی کو نرخ متعین کرنے سے انکار ہے اپنا سودا اٹھانے کا کہنا دین ہے اس کی واضح دلیل ہے کہ دین اسلام نے گڈ گورننس کو واضح کر دیا ہے جو کہ ہر دور کی ریاست کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔

حکومتی عہدیداران کی بددیانتی پر اسلامی تعلیمات:

دین اسلام میں بددیانتی اور بدعنوانی کو سختی سے منع فرمایا گیا ہے جس کی وجہ ہے کہ علیؓ اپنے خط میں لکھتے ہیں:

"اے مالک الاشتر ان لوگوں کو حکومتی عہدے نہ دینا جنہوں نے پچھلی حکومتوں میں بددیانتی کی ہو۔"

آج ریاست کو ان قانون کو اپنانے کی سخت ضرورت ہے۔

___/___/202 Day:________

تنقیدی جائزہ:

World Bank، United Nations، (ADB) Asian Development Bank اور World Economic Forum (WEF) جیسے بین الاقوامی اداروں نے گڈ گورننس کے لیے جو اصول متعارف کروائے ہیں وہ آج بھی مکمل عملی شکل میں نظر نہیں آتے جبکہ دین اسلام میں یہ اصول آج سے کئی ~~سال~~ سو سال پہلے نہ صرف متعارف کروائے گئے بلکہ ان پر عمل بھی ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ ہو یا پھر خلافت راشدہ کا دور ہو یہ ثابت واضح ہے کہ گڈ گورننس کے قوانین و اصول اسلامی تعلیمات میں نہ صرف موجود تھے بلکہ ان کا عملی نمونہ بھی سب کے سامنے تھا۔

حاصل کلام:

مختصر بات: دین اسلام نے جن گڈ گورننس کے اصول و قوانین کو لوگوں کے سامنے متعارف کروایا ہے وہ روز قیامت تک انسانی معاشرہ اور موجودہ ریاستی نظام کی اعلیٰ تشکیل کے بنیادی لازم و ملزوم ہیں۔ آج بھی ریاستی نظام میں دین اسلام کے وضع کردہ شفافیت، عدل و انصاف، اور خود احتسابی اور احساس ذمہ داری کو مروج کرتے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔ اسکی تصدیق یہیں بات سے کی جا سکتی ہے کہ آج جن بھی ریاستوں نے ترقی کی ہے انکی بنیادوں میں ~~اگرچہ بنیادی~~ مگر یہی بنیادی اصول و قوانین کی پاسداری ہے اگرچہ وہ آج اس بات کا اقرار کریں یا نہ کریں مگر یہ اصول انکے وضع کردہ نہیں بلکہ حقیقتاً اسکے برعکس ہے کیونکہ دین اسلام نے انکی وضاحت آج سے چودہ سو سال پہلے ہی کر دی تھی اور عملی نمونہ بھی پیش کیا تھا۔

مشکوٰۃ التعمیر

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کردار سازی، اور معاشرے کے بدلاؤ میں اسکا کردار

تعارف:

"Education fosters creativity and builds character of masses."

(Will Durant)

اوپر بیان کردہ الفاظ ایک امریکی لکھاری Will Durant کے ہیں جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ تعلیم کردار سازی میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایسی تعلیم ہی اصل میں کامیابی کا راستہ ہموار کرتی ہے جو لوگوں کو ایثار، رواداری، پیار محبت اور انسانیت کا درس دیتی ہے۔ لہٰذا، اسلامی تعلیمی نظام ان تمام اقداروں کی پاسداری کرتا نظر آتا ہے۔ اسکی واضح دلیل آپؐ کا اپنے شاگردوں یعنی اصحاب اکرامؓ کے ساتھ پیار و محبت کا تعلق ہے۔ آپؐ ہمیشہ اعلیٰ اخلاقیات کا درس دیتے تھے۔ آپؐ ایک استاد اور طالبعلم کے گہرے تعلق و ربط کو ہمیشہ اپنی اولین ترجیحات میں رکھتے اور ایک خوشگوار ماحول کو برقرار رکھتے ہوئے تعلیمی سرگرمیوں کو فروغ دیتے۔ اسلامی نظام تعلیمات انسان میں تخلیق اور علم جیسی خوبیوں کو فروغ دیتا ہے جو کہ ایک پر امن معاشرے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ بات واضح ہے کہ اسلامی تعلیمی نظام معاشرے میں ایک مثبت بدلاؤ لانے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

اسلامی تعلیم کے بنیادی پہلو اور انکا کردار

اسلامی تعلیم کے بنیادی پہلو درج ذیل ہیں۔

اعلیٰ اخلاقیات کو فروغ دینا

اسلامی نظام تعلیم میں اخلاقیات کو فروغ دینا ایک واضح مقصد رہا ہے آج بھی اگر ہم نظام تعلیم کے پہلو کو سامنے رکھا جائے تو لوگوں میں بڑھتی ہوئی اخلاقی گراوٹ کا حل ممکن ہے۔ اور ایک اچھے معاشرے کا حصول ممکن ہے۔

علم اور عمل میں مطابقت قائم کرنے پر زور

اسلامی نظام تعلیم میں علم و عمل میں مطابقت کو ایک خاص مقام حاصل ہے جو کہ آج کے دور میں شامل نہیں آپ صحابہ کو دیکھیں جو مستحکم ترین علم کو عمل پیرا ہوتے تھے لیکن آج اسکا فقدان نظر آتا ہے

__ / __ /202 Day: __

تعلیمی سرگرمیوں میں غیر تعلیمی سرگرمیوں کو روبہ روانا: اتحاد و یگانگت میں اہم

کردار:

Extra curriculum ~~Activity Based~~ اسلامی نظامِ تعلیم میں learning کو ایک خاص مقام حاصل ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے علاوہ غیر تعلیمی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے جو کہ اتحاد و یگانگت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے

استاد اور طالب علم میں گہرا تعلق قائم کرنا: اسلامی تعلیمات کا ایک اہم عنصر

دینِ اسلام میں استاد اور طالب علم کے تعلق کو ایک خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے آپ ﷺ اپنے اصحاب میں اس قدر گھل مل جاتے کہ فرق نہیں کر پاتے تھے یہی وجہ ہے آپ ﷺ کی تعلیمات کا اثر گہرا رہا۔ آج موجودہ دور میں یہ پہلو کمزور نظر آتا ہے جو کہ کردار سازی کے لیے انتہائی ضروری ہے

عدل و انصاف کی روح کو فروغ دینا

اسلامی نظام تعلیمات نے عدل و انصاف کی روح کو روشن ترجیحات میں سے ایک اہم ترجیح سمجھا ہے جو کہ معاشرے کی کردار سازی کے لیے انتہائی ضروری ہے اور وقت کی اہم ضرورت ہے

اخوت و مساوات کو بروئے کار لانا

اسلامی نظام تعلیم میں اخوت و مساوات کا درس دیا جاتا ہے نہ صرف درس دیا جاتا ہے بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ واضح دلیل مواخات مدینہ ہے۔ آج موجودہ دور تعلیم کے نظام میں یہ چیز نظر نہیں آتی جس کا اسلامی تعلیمات میں بہت بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے مسلمانوں میں۔

Creativity کو فروغ دینا اجتہاد کی صورت میں: اسلامی نظام تعلیم کا اہم جزو

اجتہاد اسلامی نظام تعلیم کا ایک اہم پہلو ہے مگر یہ پہلو ہر ایک عام شخص کے لیے نہیں ہے۔ اس پہلو کا نام اجتہاد ہے۔ اسلامی تعلیمات سے انسان کو کوشش سے موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی حل نکالنے پر ذہن کی ذہنی لگانا دوسری طرح کہا جائے تو creativity اسلام کا تعلیمی نظام کا خاص پہلو ہے۔

تنقیدی جائزہ:

تنقیدی طور پر اگر موجودہ حالات پر نظر دوڑائی جائے تو اس بات کا ادراک کرنا مشکل نہ ہوگا کہ آج جو مسائل معاشرے کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں ان کی بنیادی وجہ تعلیمی فقدان ہے۔ آج لوگ جوش ولا ہے، جھوٹ و نفرت، فریب و دغاکاری جیسی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ آج لوگ پیسے کے لئے کچھ بھی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ عورتوں کی استحصال آئے طرف ہے اور محرومی کے ساتھ ہی ظلم و جبر عام نظر آتا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ تعلیمی فقدان ہے لہٰذا آج کو ریاست کو تعلیمی فقدان کو ختم کرنے کے لیے اقدامات اٹھانے چاہییں۔

حاصل کلام:

اوپر دیئے گئے دلائل اور بحث و وضاحت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ دین اسلام کا تعلیمی نظام اپنی خاصیت میں منفرد اور جامع ہے۔ یقیناً اگر آج ان تعلیمی اوصاف کو سامنے رکھا جائے تو معاشرے میں ایک مثبت رویہ جنم لے سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں کہا جائے تو دین اسلام کی تعلیمات معاشرے میں تیزی سے بڑھتی ہوئی بے روزگاری، خستہ حالی، ذخیرہ اندوزی، لوٹ مار، فرقہ واریت، قتل و غارت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ لہٰذا وقت کی اشد ضرورت ہے کہ معاشرے میں سدھار کے لئے دین اسلام کے ~~تعلیمی~~ نظام تعلیمات کو سامنے رکھا جائے اور موجودہ نظام تعلیم میں Reforms اصلاحات متعارف کروائی جائیں۔

سوال نمبر 8

1- اسلام کا معاشی نظام

کسی بھی انسانی معاشرے کی ترقی کا انحصار اس کے نظام اخلاقیات، اصول سیاسیات اور قوانین معاشیات پر ہوتا ہے مگر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک جامع نظام معاشیات کے بغیر اچھے سے اچھے اخلاقیات و سیاسیات کا حامل معاشرہ بھی تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے دین اسلام نے معاشی پہلو کو بڑی باریک بینی سے بیان کیا اور اس کے منفرد و جامع اصول و قوانین مرتب کیے۔ اسلام نے استحصالی و تخریب اور افلاس و تنگ دستی کو دور کرنے کے لیے ایک طرف نظام زکوٰۃ کو متعارف کروایا تو دوسری طرف ~~معاشی~~ معاشی عدم مساوات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے سودی نظام کو ترک کیا ہے۔ اسی طرح Laissez fair اور Communism کے فلسفے کو ترک کرتے ہوئے منفرد نظریہ ریاست اور قانون معاشیات دیا ہے اسلام کے بنیادی پہلو جو کہ معاشی نظام سے تعلق رکھتے ہیں درج ذیل ہیں:

سودی نظام کو ترک کرنا: اسلامی معاشی نظام کا بنیادی قانون

دین اسلام سود کے نظام کو سختی سے ترک کرتا ہے آپ ﷺ نے سود کا کاغذ لکھنے والے، گواہی دینے والے، لینے والے اور دینے والے کو آگ میں ٹھہرا دیا ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی لت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ۔ گردش دولت کو پروان چڑھانا

دیکھو کہیں تمہارا حال بھی

مالداروں کے ہاتھ میں ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ اسلام نے ذخیرہ اندوزی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے۔

حلال و حرام کی تمیز کروانا

اسلام حلال و حرام کی مکمل واضح تمیز کرتا ہے جو کہ معاشرے کی ترقی کے لئے انتہائی اہم ہے۔

نظام زکوٰۃ: اسلامی معاشی نظام کا خزانہ

آپ نے زکوٰۃ کو اسلام کا خزانہ قرار دیا ہے چونکہ کوئی بھی دوسرا معاشی نظام اس منفرد تصور کو اجاگر نہیں کرتا ہے یہ اسلام کا منفرد پہلو ہے۔

Laissez Fair اور کمیونزم کے تصور کا جامع پہلو

دین اسلام نے نہ تو سرمایہ دارانہ معاشی دوڑ میں آزاد کیا ہے نہ کمیونزم کی طرح مارکیٹ کو مستحکم سے کنٹرول کرتا ہے بلکہ درمیانہ روی کے سلسلے کو فروغ دیا ہے۔

صدقات و خیرات کا منفرد نظام

دین اسلام میں صدقات و خیرات کا نظام کا مقصد ہے اسکے معاشی تصورات کو منفرد و جامع بناتا ہے

تنقیدی جائزہ:

اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ مذہب جس معاشی نظام کا چار تجربے سے گزرا ہے آج معاشی نظام کی وجہ سے دنیا دو دفعہ عالمگیر جنگیں World War I اور World War II دیکھ چکی ہے اور ایک دفعہ بڑی صنعتی بحران عدم مساوات اور رشتے داری نے معاشرے کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے مگر حال ہی میں وقت ہے کہ انسان مل کر ان تمام اصول و محرکات کا مطالعہ کریں اور ایک بہتر حل تلاش کریں جو کہ اسلام کے معاشی نظام میں واضح نظر آتا ہے۔

حاصل کلام:

مختصر یہ کہ اسلام کا معاشی نظام دینی تعلیمات سے جامع و منفرد ہے جہاں پر حلال و حرام کی تمیز کر کے انسان کو اصل اشرف المخلوقات میں سے کا حق عطا کرتا ہے جو دوسروں پر غریبوں کی استحصال کو روکنے کے لئے نظام منصوبہ اور ذخیرہ اندوزی کو ترک کرتا ہے۔ ~~حاصل~~ حاصل کلام یہ ہے کہ دین اسلام کا معاشی نظام کامل و جامع ہے جو نہ صرف موجودہ دور میں بڑھتی غربت اور

افراطِ زر کو ختم کر سکتا ہے بلکہ سودی نظام کے باعث
بڑھنے والی عدم مساوات جس کی وجہ سے The Global
The Global South میں North پیدا ہونے والا خلا ہے کو
بھی ختم ہو اگرچہ ایک حد تک ہو سکتا ہے۔

ج۔ اسلام میں احتساب کا تصور

دینِ اسلام بلا تفریق رنگ و نسل اور بلا امتیاز احتسابی نظام کو فروغ دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام میں قانونی طور پر گدا و بادشاہ برابر ہیں خواہ وہ عمرؓ ہو یا عمر بن عبدالعزیزؓ کا بیٹا۔ حکمرانوں کی خود احتسابی کو اسلام نے لازم و ملزوم سمجھا ہے۔ اسلامی نظامِ احتساب میں قانون کی بالادستی کو بنیادی ترجیح حاصل ہے۔ اسلام کی نظر میں انصاف معاشرے کی بنیاد ہے اور نبی کریم ﷺ نے انصاف کی عدم دستیابی کو معاشرے کی تباہی کی وجہ بتایا ہے۔ نیچے بیان کردہ دلائل و ثبوت اس بات کو واضح کرتے ہیں۔

اعلیٰ اصول و قوانین پر مبنی دنیاوی احتساب کا فلسفہ اسلام

دینِ اسلام میں تصورِ احتساب
دو طرح سے کام کرتا ہے ایک دنیاوی

کہ مطابق انسان کو اس دنیا میں
اپنے اعمال کا احتساب دنیا
میں اور جو اعمال کا حساب ہے کی
حالت میں اثرانداز ہو رہی ہو
اس کے جوابدہ ہونا ہے، یہ شکل ہے مساوی
احتساب ہے۔

منفرد و جامع ~~اسلام~~ نظریہ احتساب آخرت کی صورت میں (یوم الفصل)

دین اسلام کا ایک منفرد
اور جامع نظریہ آخرت میں ہونے والے
احتساب کا نظریہ ہے چونکہ انسان فطرتاً
کا پیدا ہونے کے باعث ہو سکتا
ہے کہ بلا امتیاز احتساب کرنے میں ناکام
ہو جائے لہذا اللہ کریم نے اسلام میں آخرت کی
احتساب کو بھی متعارف کروایا ہے۔

~~بنیادی خصوصیات~~

اسلامی احتساب کی بنیادی خصوصیات :

اسلامی احتسابی نظام
کی بنیادی خصوصیات درج ذیل ہیں

قانون اللہ کی حکمرانی :

دین اسلام میں احتساب

کو روح اللہ کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق رکھا گیا ہے۔

احتساب برائے حکومتی سربراہان

دینِ اسلام میں احتساب کے لئے حکومتی عہدیداران کو بھی ذمہ دار سمجھا گیا ہے کیونکہ ان کے فیصلے عام لوگوں پر گہرے اثر ڈالتے ہیں جس لیے اسلام نے ان کی جوابدہی کو باور کروانا ضروری جانا ہے۔

احتسابِ عامہ کا تصور

دینِ اسلام میں عام لوگوں کے احتساب کو بھی قانون کی بالادستی کے مطابق بروئے کار لایا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر معاشرے میں امن قائم کرنا ناممکن ہے۔

تنقیدی جائزہ :

غزہ میں ہونے والے ظلم و جبر اور
روہنگیا مسلم (Rohagigan) کے خلاف بے شمار حکومت کا
کھلم کھلا نہ ہونا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آج میں
نظام احتساب کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہے جس میں حکمرانوں کی
بالادستی دور دور تک نظر نہیں آتی بلکہ غور کیا جائے تو

"Show me the man I'll show
thee rule."

کی جھلک زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ آج دنیا کو دین اسلام
کے احتسابی نظام کی روشنی میں آنے کی اشد ضرورت
ہے چونکہ اگر ایسا نہیں ہوتا تو وہ دن دور نہیں جب
لوگ ظلم و ستم میں ~~[illegible]~~ اس قدر آگے بڑھ جائیں
گے کہ معاشرے میں رہنا ناممکن ہو جائے گا۔

حاصل کلام :

دراصل یہ ثابت ہے کہ
~~مختصر یہ کہ~~ اسلام کا نظام احتساب
اپنی ذات میں منفرد اور جامع ہے جس طرح دین
اسلام میں قانون کی بالادستی اور قانون کے محافظ
کی حکمرانی کو بیان کر دیا گیا ہے وہ کہیں اور معاشرے
میں نہیں ملتی چونکہ دین اسلام میں خواہ گدا ہو یا
بادشاہ، حکومتی عہدیدار ہو یا کوئی عام مجاہد و اگر کوئی
غلطی ہے تو اسکا احتساب لازم و ملزوم ہے۔ جیسا کہ
بارے میں پروفیسر خورشید احمد اپنی کتاب "اسلام
نظریہ حیات" میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں :

"اگرچہ مغرب آج اپنی ترقی کے ڈنکے بجاتا
پھرتا ہے مگر اس حقیقت سے کبھی منحرف
نہیں ہو سکتا ہے کہ جن اصولوں اور قوانین
احتساب کو اس نے اٹھارویں صدی میں متعارف
کروایا ہے وہ دین اسلام نے آج سے چودہ سو سال
پہلے ہی متعارف کروا دیئے تھے۔"